S_1999_5_485_493

عدالت عظمیٰ رپوٹس 1999 ایس یو پی پی 5 ایس سی آر

محمد انور

بنام۔

ریاست دہلی

17 دسمبر 1999

جی۔بی۔پٹنائک اور ایم۔بی۔شاہ، جسٹسز

تعزیراتی ضابطہ، 1860:

دفعات 302، 307 اور 34-ملزموں کا پیچھا پولیس پارٹی نے کیا۔ فائرنگ کے تبادلے میں موت-موقع پر ملزم سے ریوالور ضبط-ماہرین کی رائے ہے کہ متوفی کی لاش سے برآمد ہونے والی گولی مذکورہ ریوالور سے چلائی گئی تھی-چشم دید گواہ-ملزم کے خلاف گواہی دینے والے پولیس پارٹی کے ارکان-منعقد، حقائق کے تحت ملزم کو صحیح طور پر مجرم قرار دیا گیا تھا-ٹاڈا ایکٹ، 1987-دفعہ 5۔

دفعات 302 اور 34-شریک ملزم-صرف یہ الزام تھا کہ اس نے مرکزی ملزم کو حوصلہ افزائی کی-استغاثہ کے کچھ گواہوں نے خاص طور پر اس کے ذریعے استعمال کیے گئے مخصوص الفاظ کو بیان نہیں کیا-چھ میں سے چار چارج شیٹ والے افراد کو فارغ کر دیا گیا-قتل کرنے کا مشترکہ ارادہ قائم نہیں ہوا-منعقد، حقائق کے تحت شریک ملزمان کی سزا کو منسوخ کر دیا گیا۔

نامزد عدالت نے اپیل کنندگان-ملزم، اے اور ٹی، کو نامزد عدالت کے ذریعہ دفعہ 34 اور ٹی اے ڈی اے ایکٹ، 1987 کی دفعہ 5 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302، 307 کے تحت قابل سزا جرائم کے لیے مقدمہ چلایا گیا اور سزا سنائی گئی۔استغاثہ نے الزام لگایا کہ متوفی افسر کو اپیل کنندہ اے نے قتل کیا تھا، جس نے ملزم ٹی کی حوصلہ افزائی پر اپنے ریوالور سے گولی چلائی تھی، جب پولیس نے ان کا پیچھا کیا اور انہیں گھیر لیا۔ملزموں کو گرفتار کر لیا گیا اور ایک 0.32 بور کا ریوالور، جو ملک میں بنایا گیا تھا۔ان کے پاس سے خالی اور زندہ کارتوس والی 315. پستول برآمد ہوئی۔تفتیش مکمل ہونے کے بعد، اپیل گزاروں اور چار دیگر افراد کے خلاف چارج شیٹ پیش کی گئی جنہیں شواہد کی کمی کی وجہ سے فارغ کر دیا گیا۔نامزد عدالت کے فیصلے کے

خلاف ملزم افراد نے موجودہ اپیلیں دائر کی ہیں۔

اپیل کنندہ اے نے دعوی کیا کہ استغاثہ کے ذریعے کسی آزاد گواہ سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی حالانکہ جائے وقوعہ پر افراد کی تعداد جمع کی گئی تھی؛ کہ تفتیشی افسر سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی تھی اور اسے وہ گاڑی استعمال نہیں کرنی چاہیے تھی جس میں متوفی کو گولی لگنے کے بعد بیٹھنے کو کہا گیا تھا؛ اور متوفی کے جسم سے برآمد ہونے والی گولی کا بیلسٹک ماہر سے موازنہ نہیں کیا گیا تھا اور اسے پولیس چلا سکتی تھی۔

اپیل کنندہ ٹی نے دعوی کیا کہ جب پولیس کے ذریعے ملوث چار دیگر افراد کو فارغ کر دیا گیا تو اسے آئی پی سی کی دفعہ 302 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 34 کے تحت صرف اس مبینہ راؤنڈ پر مجرم قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں تھی کہ اس نے واقعہ کے وقت اپیل کنندہ اے کو اکسایا تھا؛ اور یہ کہ اپیل کنندگان کا قتل/ جرم کرنے کا کوئی مشترکہ ارادہ نہیں تھا۔

مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ استغاثہ کے گواہوں کی تصدیق اپیل گزاروں کے ہاتھوں سے ہتھیار ضبط کر کے کی گئی تھی؛ اور متوفی کے جسم سے برآمد ہونے والی گولی اپیل گزار اے کے ریوالور سے چلائی گئی تھی۔

جزوی طور پر 'اے' کی اپیل کی اجازت دیتے ہوئے اور ٹی کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے عدالت نے

منعقد: 1. گواہوں کے چشم دید بیان کے علاوہ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملزم اے نے اپنے ریوالور سے گولی چلائی جس کی وجہ سے موت واقع ہوئی، اپیل کنندہ اے کے قبضے سے 0.32 بور انگریزی ساختہ ریوالور کے ساتھ چار کارتوس کے کیس اور دو زندہ کارتوس اور اس کے قبضے سے چھ مزید کارتوس برآمد کیے گئے۔ ان کی جانچ ڈی۔ سینئر سائنٹفک آفیسر کم اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر سی ایف ایس ایل، سی بی آئی، نئی دہلی جنہوں نے اپنی رائے دی کہ متوفی کی لاش سے گولی ملی ہے۔ مذکورہ 0.32 بور ریوالور سے فائر کیا گیا تھا۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق، متوفی کے سینے کے سامنے سے بائیں طرف ایک گول زخم تھا۔(490-جی۔ایچ، 491-اے۔بی)

1.2. پی ڈبلیو 1 کے اس ثبوت پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ سب انسپکٹر نے موقع پر جمع ہونے والے کچھ افراد کا بیان ریکارڈ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی گواہ بننے پر راضی نہیں ہوا۔ ایسی صورتحال کے لیے استغاثہ کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔(491-سی)

1.3. تفتیشی افسر سے پوچھ گچھ نہ کرنے پر یہ نشاندہی کی گئی کہ جب ثبوت ریکارڈ کیے گئے تو وہ ملک سے باہر تھا اور اس لیے موقع پر موجود دیگر گواہوں پر یقین نہ کرنے کی یہ شاید ہی کوئی بنیاد ہو۔(491-

سی-ڈی)

1.4. فوری علاج کے لیے متوفی کو ہسپتال لے جانے کی ضرورت تھی اور اس لیے اس وقت تفتیشی افسر کا گولی لگنے کے بعد متوفی کے قبضے میں موجود گاڑی کو ہسپتال لے جانے کے لیے استعمال کرنے کا عمل کسی بھی طرح استغاثہ کے بیان کو متاثر نہیں کرے گا۔ مذکورہ گاڑی کو جرم کرنے کے لیے استعمال نہیں کیا گیا تھا۔(491-ڈی-ای)

2.1. استغاثہ کے کچھ گواہوں نے خاص طور پر یہ نہیں کہا تھا کہ اپیل کنندہ ٹی نے "مارو سالوں کو" الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے اپیل کنندہ اے کی حوصلہ افزائی کی تھی۔(492-ڈی)

2.2. ابتدائی مرحلے میں، چھ افراد کو مبینہ جرائم کے لیے چارج شیٹ کیا گیا۔ نامزد جج نے ان میں سے چار کو بری کر دیا۔ ان حالات میں، استغاثہ کے گواہوں کے شواہد پر انحصار کرنا غیر محفوظ ہوگا کہ اپیل کنندہ ٹی نے "مارو سالوں کو" جیسا کہ الزام لگایا گیا تھا اور اس لیے اپیل کنندہ اے نے اپنا ریوالور فائر کیا جس سے متوفی کو چوٹ لگی۔(489-اے۔بی:492-ای-ایف)

3. استغاثہ کا بیان یہ ہے کہ دونوں اپیل گزار دوسرے شخص کے ساتھ مبینہ طور پر ڈکیتی کرنے کے الزام میں گھر کے قریب گئے تھے۔ تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ پولیس پارٹی کی طرف سے پیچھا کیے جانے کے بعد ملزموں کا پیچھا کرنے والے فریق کو مارنے کا کوئی مشترکہ ارادہ تھا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے ریکارڈ پر کچھ بھی نہیں ہے کہ اپیل کنندہ ٹی کی طرف سے مبینہ فائرنگ سے کسی کو کوئی چوٹ پہنچی ہو۔ حقائق اور حالات سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوگا کہ اپیل کنندہ ٹی کا اس جرم کا ارتکاب کرنے کا کوئی مشترکہ ارادہ تھا جس کے لیے اپیل کنندہ اے کو سزا سنائی گئی ہے۔ لہذا، دفعہ 34 آئی پی سی کے ساتھ پڑھے جانے والے دفعہ 302 کے تحت قابل اثباتِ جُرم جرم کے لیے اپیل کنندہ ٹی کی اثباتِ جُرم کو نظر انداز کرنے کی ضرورت ہے۔(492-جی-ایچ؛493-اے-سی)

فوجداری اپیلٹ کا دائرہ اختیار:1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1045۔

کے ساتھ

1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1175۔

سیشن کیس نمبر 7/99 میں نامزد عدالت-II، دہلی کے مورخہ 13.8.1999 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے سی آر ایل اے 1045/99 میں جسپال سنگھ اور شکیل احمد۔

سی آر ایل اے 1175/99 میں سشیل کمار، سنجے ایم ترپتی، پرویز اے صدیقی اور وریندر کمار۔

مدعا علیہ کے لیے کے۔ این۔ شکلا، توفیل۔ اے۔ خان اور محترمہ سشما سوری

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

شاہ جسٹس : اپیل گزاروں کو نامزد عدالت، دہلی نے سیشن کیس نمبر 7/97 اور ایف آئی آر نمبر 279/92 میں اپنے فیصلے اور حکم کے ذریعے دفعہ 34 آئی پی سی اور دفعہ 5 ٹی اے ڈی اے ایکٹ، 1987 کے ساتھ پڑھنے والی دفعات 302، 307 کے تحت قابل سزا جرم کے لیے مجرم قرار دیا تھا۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ دن کی روشنی میں، پولیس پارٹی کی موجودگی میں، پولیس کے مخبر خلیل احمد کو محمد انور نے ریوالور سے گولی چلا کر قتل کر دیا۔ استغاثہ کا بیان ہے کہ دہلی میں ڈاکوؤں کی سرگرمیوں کے بارے میں معلومات تھیں، جس سے ایس آئی پنچ سنگھ کو آگاہ کیا گیا تھا۔ 19.9.1992 پر ایس آئی پنچ سنگھ متوفی۔ مخبر خلیل، ایس آئی شیو لال (پی ڈبلیو 3)، اے ایس آئی رگبیر سنگھ (پی ڈبلیو 1)، کانسٹیبل دیویندر (پی ڈبلیو 16)، کانسٹیبل رمیش، کانسٹیبل ستبیر سنگھ (پی ڈبلیو 13) اور کانسٹیبل جگپال (پی ڈبلیو 10) کے ساتھ نولاکھا نواس، ماڈل بستی، دہلی کے قریب گشت کے لیے گئے۔ دوپہر تقریباً ڈیڑھ بجے تین لڑکوں کو رانی جھانسی روڈ سے ماڈل بستی آتے ہوئے دیکھا گیا۔ پولیس پارٹی کو دیکھ کر وہ پیچھے مڑ گئے اور بھاگنے لگے۔ اس وقت مخبر خلیل نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ پولیس پارٹی نے ان تینوں لڑکوں کو ان کی گاڑیوں میں سڑک کے غلط رخ پر لے کر ان کا پیچھا کیا۔ جب پولیس کی جماعت اہتا کیدارہ میں پولیس کوارٹرز کے قریب ان لڑکوں کے قریب پہنچی تو تیسرا لڑکا بھاگنے میں کامیاب ہو گیا جب کہ موجودہ اپیل کنندگان نے اپنے ہتھیار نکال لیے یعنی انور نے اپنا ریوالور نکالا اور تسلیم نے اپنی پستول نکال لی۔ جیسے ہی ایس آئی پنچ ملزم کو پکڑنے کے لیے گاڑی سے اترا، تسلیم نے اپنے ساتھی سے پوچھا "مارو سالوں کو"۔ اس پر ہاتھ میں ریوالور تھامے ملزم انور نے وہاں سے گولی چلا دی۔ گولی خلیل کے بائیں طرف کے سینے میں لگی، جو ابھی پولیس کی گاڑی سے اتر رہا تھا۔ ایس آئی شیو لال نے فوری طور پر خلیل کو گاڑی میں بٹھایا۔ اس مرحلے پر ایس آئی پنچ سنگھ اور اے ایس آئی رگبیر سنگھ نے جواب میں دو دو راؤنڈ فائر کیے۔ دونوں ملزم بھی فائرنگ کرتے رہے اور پیچھے ہٹ گئے۔ انہیں پولیس کالونی، اہتا کیدارا کے مرکزی دروازے پر گرفتار کیا گیا۔ اے ایس آئی رگبیر سنگھ نے ملزم سلیم کو گرفتار کر لیا اور ایس آئی پنچ سنگھ نے کانسٹیبل ستبیر اور دیگر عملے کی مدد سے ملزم انور کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت ہنگامہ آرائی کی وجہ سے ہجوم جمع ہو گیا اور ہجوم میں سے کچھ افراد نے بھی غصے کی وجہ سے ملزموں کو مارنا شروع کر دیا لیکن پولیس نے انہیں بچا لیا۔ زخمی

خلیل کوایس آئی شیولال کے ساتھ ہسپتال بھیج دیا گیا۔ملزم انور سے انگریزوں کی بنائی ہوئی 32 بور ریوالور جو اس کے ہاتھ میں تھا،ضبط کرلیا گیااوراس کے چیمبر کی جانچ پڑتال پر کارتوس کے چار کیس اور دو زندہ کارتوس ملے۔مزید تلاشی کے دوران اس کی پتلون کی دائیں طرف کی جیب سے مزید چھ زندہ کارتوس برآمد ہوئے۔یہ بھی دعوی کیا جاتا ہے کہ ملزم سلیم سے ایک ملک میں بنی ہوئی 315. پستول جواس کے ہاتھ میں موجود تھی ضبط کرلیا گیا۔مذکورہ پستول کی جانچ پڑتال کرنے پر چیمبر میں کارتوس کا ایک کیس ملا اور مزید تلاشی کے دوران ملزم کی پتلون کی دائیں طرف کی جیب سے مزید پانچ زندہ کارتوس برآمد ہوئے۔پوچھ گچھ پر ملزم نے اپنے تیسرے ساتھی سلیم عرف پپی کا نام ظاہر کیا، جسے بھی گرفتار کرلیا گیا تھا۔

یہ دعوی کیا گیا ہے کہ ابتدائی مرحلے میں پولیس نے آئی پی سی کی دفعہ 34 اور ٹی اے ڈی اے ایکٹ کی دفعہ 5 کے ساتھ دفعہ 307 کے تحت مقدمہ درج کیا۔تاہم زخمی خلیل کے ساتھ ہسپتال جانے والے ایس آئی شیولال سے اطلاع ملنے کے بعد کہ خلیل کو مردہ حالت میں ہسپتال لایا گیا ہے، آئی پی سی کی دفعہ 302 کے تحت جرم شامل کیا گیا۔تفتیش مکمل ہونے کے بعد، اپیل گزاروں، سلیم اور دیگر تین افراد کے خلاف چارج شیٹ پیش کی گئی۔چونکہ سلیم اور دیگر تین افراد کے خلاف کوئی ثبوت نہیں تھا، اس لیے انہیں فارغ کردیا گیا۔یہ ملزم کا دفاع ہے کہ پولیس کا پورا بیان جھوٹا ہے اور انہیں ان کے گھروں سے اٹھا کر اس معاملے میں شامل کیا گیا تھا۔استغاثہ کی قیادت میں شواہد پر غور کرنے کے بعد، اپیل گزاروں کو نامزد عدالت نے مجرم قرار دیا ہے۔

مذکورہ فیصلے اور حکم کے خلاف دونوں ملزموں نے الگ الگ اپیلیں دائر کی ہیں۔محمد۔انور نے 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1045 دائر کی ہے اور سلیم نے ان کی اثباتِ جُرم اور سزا کے خلاف 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1175 دائر کی ہے۔

فاضل کونسلر۔اپیل گزار محمد انور کی جانب سے پیش ہوئے مسٹر جسپال سنگھ نے کہا کہ جج کی طرف سے منظور کیا گیا متنازعہ فیصلہ اور حکم غیر قانونی اور غلط ہے اور استغاثہ کا پورا بیان غلط ہے اور ملزم من گھڑت مقدمہ میں شامل ہیں۔انہوں نے پیش کیا کہ جرم کے مقام پر تسلیم شدہ تعداد میں افراد جمع ہوئے تھے لیکن استغاثہ نے کسی آزاد گواہ سے پوچھ گچھ نہیں کی۔انہوں نے مزید نشاندہی کی کہ ایس آئی پنچ سنگھ سے استغاثہ نے پوچھ گچھ نہیں کی تھی اور اس لیے اپیل گزار کو شک کا فائدہ بھی دیا جانا چاہیے۔یہ دلیل ہے کہ تفتیشی افسر کو وہ گاڑی استعمال نہیں کرنی چاہیے تھی جس میں متوفی خلیل کو ہسپتال لے جانے کے لیے چوٹ لگنے کے بعد بیٹھنے کو کہا گیا تھا۔متوفی کے جسم سے برآمد ہونے والی گولی کا بیلسٹک ماہر سے موازنہ نہیں کیا گیا۔جرم کے مقام سے خون بھی جمع نہیں کیا گیا تھا اور اس لیے استغاثہ کا بیان مشکوک ہو جاتا ہے کہ واقعہ مبینہ جگہ پر پیش آیا تھا۔انہوں نے

مزید کہا کہ یہ ثابت کرنے کے لیے کوئی مثبت ثبوت نہیں ہے کہ ایس آئی پنچ سنگھ اور اے ایس آئی رگبیر سنگھ کی فائرنگ کی وجہ سے متوفی کی موت نہیں ہوئی ہے، جس نے استغاثہ کی کہانی کے مطابق جوابی کارروائی میں گولی چلائی تھی۔

تسلیم کی جانب سے پیش ہوئے فاضل وکیل، مسٹر سشیل کمار نے مزید کہا کہ ملزم تسلیم کو تفویض کیا گیا کردار یہ ہے کہ اس نے واقعے کے وقت "مارو سالوں کو" کی ترغیب دی اور اس کے لیے اسے آئی پی سی کی دفعہ 302/34 کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہے۔ استغاثہ کے بیان پر اس حقیقت کے پیش نظر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کہ موجودہ معاملے میں دو ملزموں کے علاوہ، پولیس نے مزید چار افراد کو شامل کیا تھا، جنہیں فاضل جج نے تاریخ 09.1.1996 کے حکم سے فارغ کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ دونوں ملزموں کو ان کی رہائش گاہ سے اٹھانے کے بعد پولیس نے ان کی شدید پٹائی کی۔ استغاثہ نے جان بوجھ کر میڈیکل رپورٹس کو ریکارڈ پر پیش نہیں کیا ہے جس میں ملزم کے ساتھ ساتھ ایس آئی پنچ سنگھ کو لگنے والے زخموں کی نشاندہی کی گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ ثابت کرنے کے لیے ریکارڈ پر کوئی قابل اعتماد ثبوت موجود نہیں ہے کہ پستول تسلیم کے قبضے سے ضبط کی گئی تھی۔

اس کے برعکس، ریاست کے فاضل وکیل جناب شکلا نے پیش کیا کہ فاضل جج کا فیصلہ اور حکم ریکارڈ پر موجود شواہد پر مبنی ہے۔ استغاثہ کے گواہوں کے شواہد پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ انہوں نے پیش کیا کہ مذکورہ شواہد کی تصدیق انور کے ہاتھوں سے ریوالور ضبط کرنے اور تسلیم کے ہاتھوں سے پستول ضبط کرنے اور متوفی خلیل کے جسم سے گولیاں برآمد کرنے سے ہوتی ہے، جو انور کے ریوالور سے چلائی گئی تھیں۔

ہم سب سے پہلے انور کی طرف سے دائر 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1045 سے نمٹیں گے۔ شروع میں یہ کہا جانا چاہیے کہ استغاثہ نے ثابت کر دیا ہے کہ ملزم انور نے اپنے ریوالور سے گولی چلائی جس کی وجہ سے مخبر خلیل کی موت ہوئی۔ اس مقصد کے لیے، استغاثہ نے پی ڈبلیو 1 رگبیر سنگھ کے شواہد پر بھروسہ کیا ہے، جس نے کہا ہے کہ پولیس پارٹی نے گاڑی لی اور پولیس کوارٹرز، احتا کیدارا کے گیٹ کے قریب ملزم کا پیچھا کیا۔ اس وقت لڑکوں میں سے ایک موقع سے فرار ہو گیا اور باقی دو میں سے انور نے ریوالور نکالا اور تسلیم نے پولیس پارٹی کو دیکھ کر دیسی ساختہ پستول نکالی۔ انور اپنے ریوالور سے گولی چلائی جس کی وجہ سے مخبر زخمی ہو گیا۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ ایس آئی پنچ سنگھ نے ملزم انور پر قابو پا لیا اور ایک 32. بور ریوالور جس میں چھ رول تھے، جس میں سے چار رول خالی پائے گئے کیونکہ چلائے گئے تھے اور باقی دو رول چیمبر میں پڑے پائے گئے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایس آئی پنچ سنگھ نے موقع پر موجود بہت سے افراد سے تحقیقات

میں شامل ہونے کی درخواست کی لیکن کسی نے بھی رضامندی ظاہر نہیں کی۔ اس نے ملزم انور سے ضبط شدہ ریوالور کی شناخت کر لی ہے۔ انور کے کردار کے حوالے سے اس گواہ کے ثبوت کی پی ڈبلیو 3 ایس آئی شیو لال نے مکمل تصدیق کی ہے۔ پی ڈبلیو 10 ایچ سی جگپال۔ پی ڈبلیو 13 ایچ سی ستبیر سنگھ اور پی ڈبلیو 16 کانسٹیبل دیویندر۔ اس گواہ کے اس چشم دیدی کے علاوہ، انور کے قبضے سے 32. بور انگریزی ساختہ ریوالور کے ساتھ چار کارتوس کے کیس اور دو زندہ کارتوس اور چھ مزید کارتوس برآمد ہوئے۔ ان کی جانچ پی ڈبلیو 6 ڈی آئی سینئر سائنٹفک آفیسر کم اسسٹنٹ کیمیکل ایگزامینر سی ایف ایس ایل۔ سی بی آئی۔ نئی دہلی نے کی تھی اور ان کی رپورٹ کے مطابق انگلش ریوالور ورکنگ آرڈر میں تھا۔ مزید برآں، انہوں نے "32. سیسہ سے خراب گولی کے حوالے سے رائے دی ہے جو متوفی کی لاش سے ملی تھی اور کہا ہے کہ اسے 32 بور ریوالور، نمائش صفحہ 1 سے فائر کیا گیا تھا۔ وہ لیڈ گولی ڈاکٹر ایل کے بروا (پی ڈبلیو 18) نے پوسٹ مارٹم کے دوران متوفی کی لاش سے نکالی تھی۔ پوسٹ مارٹم رپورٹ کے مطابق، متوفی کے سینے کے سامنے سے بائیں طرف ایک گول زخم تھا۔

مذکورہ بالا ثبوت، ہمارے خیال میں، حتمی طور پر ملزم انور کو جرم سے جوڑتا ہے۔ تاہم، فاضل وکیل مسٹر جسپال نے پیش کیا کہ استغاثہ کسی آزاد گواہ سے پوچھ گچھ کرنے میں ناکام رہا ہے۔ ہمارے خیال میں، پی ڈبلیو 1 کے اس بیان پر یقین نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایس آئی پنچ سنگھ نے موقع پر جمع ہونے والے کچھ افراد کا بیان ریکارڈ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی بھی گواہ بننے پر راضی نہیں ہوا۔ ایسی صورتحال کے لیے استغاثہ کو موردالزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ تفتیشی افسر، ایس آئی پنچ سنگھ سے پوچھ گچھ نہ کرنے پر، اس بات کی نشاندہی کی گئی کہ جب ثبوت ریکارڈ کیے گئے تو وہ ملک سے باہر تھا اور اس لیے یہ بھی موقع پر موجود دیگر گواہوں پر یقین نہ کرنے کی شاید ہی کوئی بنیاد ہو۔ فاضل وکیل نے مزید نشاندہی کی ہے کہ تفتیشی افسر کو وہ گاڑی استعمال نہیں کرنی چاہیے تھی جس میں گولی لگنے کے بعد متوفی خلیل کو بیٹھنے کو کہا گیا تھا۔ ہمارے خیال میں، یہ بیان بے بنیاد ہے کیونکہ فوری علاج کے لیے متوفی کو ہسپتال لے جانا ضروری تھا اور اس لیے اس وقت تفتیشی افسر کا اسے ہسپتال لے جانے کے لیے اس گاڑی کو استعمال کرنے کا عمل کسی بھی طرح استغاثہ کے بیان کو متاثر نہیں کرے گا۔ واضح رہے کہ مذکورہ گاڑی کو جرم کے لیے استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ اسی طرح، اپیل کنندہ کے وکیل کی اس دلیل کا کہ متوفی کی لاش سے برآمد ہونے والی گولی کا بیلسٹک ماہر نے یہ معلوم کرنے کے لیے موازنہ نہیں کیا کہ آیا یہ ایس آئی پنچ سنگھ کے ریوالور سے چلائی گئی گولی تھی یا پی ڈبلیو 1 اے ایس آئی رگبیر سنگھ کو مسترد کرنے کی ضرورت ہے، ریکارڈ پر موجود قطعی شواہد کے پیش نظر جو یہ ثابت کرتا ہے کہ 32" سیسہ کی خراب گولی، جو متوفی کی لاش سے ملی تھی، انگریزی ریوالور سے چلائی گئی تھی جو انور سے ضبط کی گئی تھی۔

لہذا، ہمارے خیال میں، اس اپیل میں کوئی بنیاد نہیں ہے اور فاضل نامزد عدالت نے اپیل کنندہ انور کو اس جرم کے لیے صحیح طور پر مجرم قرار دیا ہے جس کے لیے اس پر الزام عائد کیا گیا تھا۔

1999 کی فوجداری درخواست نمبر 1175

اب ہم تسلیم کی طرف سے دائر 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1175 سے نمٹیں گے۔ اسے آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا جرم کا مجرم قرار دیا گیا ہے اور اسے عمر قید اور 500 روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزا سنائی گئی ہے۔ اسے آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 307 کے تحت جرم کا مجرم بھی قرار دیا گیا ہے اور اسے 5 سال تک مثل بامشقت برداشت کرنے اور 500 روپے جرمانہ ادا کرنے کی سزا سنائی گئی ہے۔ اور دفعہ 5 ٹی اے ڈی اے (پی) ایکٹ 1987 کے تحت 5 سال کے لیے مثل بامشقت اور 500 روپے جرمانہ ادا کرنا۔ فاضل وکیل نے نشاندہی کی کہ اپیل کنندہ جرم کے دن سے یعنی 19.9.1992 جیل میں ہے اور وہ پہلے ہی آئی پی سی کی دفعہ 307 اور ٹی اے ڈی اے (پی) ایکٹ کی دفعہ 5 کے تحت جرم کی سزا کاٹ چکا ہے۔ اس لیے انہوں نے عرض کیا کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ مذکورہ اثباتِ جُرم درست ہے، ابھی تک ملزم کو دفعہ 34 آئی پی سی کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت جرم کی سزا اثباتِ جُرم سنانے کی کوئی وجہ نہیں ہے، صرف اس مبینہ بنیاد پر کہ تسلیم نے الزام کے مطابق حوصلہ افزائی کی ہے، خاص طور پر جب پولیس نے چار دیگر افراد کو جھوٹے طور پر شامل کیا تھا، جنہیں بری کرنے کی ضرورت تھی۔ اس مقصد کے لیے، ہمیں تمام گواہوں سے شواہد کے بذریعے بھی لیا جاتا ہے۔ ریکارڈ پر موجود شواہد سے، تسلیم کو جو کردار تفویض کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ انور کے ساتھ تھا اور اس کی جیب میں پستول تھا۔ جب ان کا پیچھا کیا گیا اور انہیں گھیرے میں لیا گیا تو دونوں نے اپنے آتشیں ہتھیار نکال لیے اور الزام لگایا جاتا ہے کہ تسلیم نے "مارو سالوں کو" کے الفاظ کہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا استغاثہ نے اپنے بیان کے مذکورہ حصے کو معقول شک سے بالاتر قائم کیا ہے۔ اس مقصد کے لیے یہ بات قابل ذکر ہے کہ پی ڈبلیو 1 اے ایس آئی رگبیر سنگھ نے خاص طور پر یہ نہیں کہا تھا کہ تسلیم نے "مارو سالوں کو" الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے انور کی حوصلہ افزائی کی تھی۔ انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ محمد انور نے ایک ریوالور نکالا اور پولیس پارٹی کو دیکھ کر تسلیم نے دیسی ساختہ پستول نکالی اور ان پر گولی چلا دی۔ اس کے بعد، اس میں بہتری آئی اور کہا کہ انور نے تسلیم کے کہنے پر گولی چلائی۔ عدالت نے ثبوت ریکارڈ کرتے ہوئے نوٹ کیا ہے کہ گواہ نے تسلیم کی شناخت انور اور انور کی شناخت تسلیم کے طور پر کی ہے۔ یہ سچ ہے کہ پی ڈبلیو 10 ایچ سی جگپال سنگھ، پی ڈبلیو 13 ایس آئی شیو لال، پی ڈبلیو 13 کانسٹیبل ستبیر سنگھ اور پی ڈبلیو 16 کانسٹیبل دیویندر نے اس اثر

سے گواہی دی ہے کہ تسلیم نے دوسرے لڑکوں کو "ماروسالوں کو" کہہ کر اکسایا ہے۔ اے ایس آئی رگبیر سنگھ نے خاص طور پر یہ بیان نہیں دیا ہے کہ تسلیم نے حوصلہ افزائی کی ہے اور اس کے بعد انور نے اپنے ریوالور سے گولی چلائی، جس سے متوفی زخمی ہوگیا۔ P.W.10 جگپال سنگھ نے اپنے معائنے کے سربراہ میں صرف اتنا کہا ہے کہ ملزم کا پیچھا کرنے کے بعد جب انہوں نے گاڑی روکی تو تسلیم نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ انہیں گولی ماردیں۔ انہوں نے خاص طور پر 'ماروسالوں کو' کے الفاظ استعمال نہیں کیے ہیں۔ اپنی جرح میں، اس نے کہا ہے کہ جب خلیل گاڑی سے اترا تو ملزم 'ماروسالوں کو' چلا رہا تھا۔ ان کے 161 بیانات کی تردید کی گئی تھی لیکن چونکہ تفتیشی افسر سے پوچھ گچھ نہیں کی گئی ہے، اس لیے شواہد کے اس حصے کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مزید برآں، استغاثہ کا بیان یہ ہے کہ دونوں اپیل گزار دوسرے افراد کے ساتھ مبینہ طور پر ڈکیتی کا ارتکاب کرنے کے الزام میں نولکھا کے گھر کے قریب گئے تھے۔ تاہم، اس کا مطلب یہ نہیں ہوگا کہ پولیس پارٹی کی طرف سے پیچھا کیے جانے کے بعد ملزموں کا پیچھا کرنے والے فریق کو مارنے کا کوئی مشترکہ ارادہ تھا۔ یہ ثابت کرنے کے لیے ریکارڈ پر کچھ بھی نہیں ہے کہ تسلیم کی مبینہ فائرنگ سے کسی کو چوٹ لگی تھی۔ لہذا ہم فاضل وکیل مسٹر سشیل کمار کی طرف سے اٹھائے گئے دوسرے دلیل پر بحث نہیں کرتے ہیں کہ تسلیم تیمانچا سے بازیافت نہیں کی گئی تھی یا کسی بھی صورت میں مذکورہ وصولی ثابت نہیں ہوئی ہے۔ مزید یہ بات قابل ذکر ہے کہ ابتدائی مرحلے میں چھ افراد کو مبینہ جرائم کے لیے چارج شیٹ کیا گیا تھا۔ جج نے ان میں سے چار کو بری کر دیا۔ حالات کے اس سیٹ میں، استغاثہ کے گواہوں کے شواہد پر انحصار کرنا غیر محفوظ ہوگا کہ تسلیم نے 'ماروسالوں کو' کے الفاظ کو اکسایا یا کہا جیسا کہ الزام لگایا گیا ہے اور اس لیے انور نے اپنے ریوالور سے گولی چلائی جس سے متوفی خلیل کو چوٹ لگی۔ حقائق اور حالات سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوگا کہ تسلیم کا اس جرم کا ارتکاب کرنے کا کوئی مشترکہ ارادہ تھا جس کے لیے انور کو سزا سنائی گئی ہے۔ لہذا، آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت قابل اثباتِ جُرم جرم کے لیے تسلیم کی اثباتِ جُرم کو کالعدم قرار دینے کی ضرورت ہے۔

جیسا کہ فاضل سینئر وکیل مسٹر سشیل کمار نے سلیم کے دوسرے کردار کے لیے پیش کیا، جس کے لیے وہ مجرم قرار دیا گیا ہے اور سزا کاٹ چکا ہے، شواہد کو دوبارہ سراہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نتیجے میں، تسلیم کی طرف سے دائر 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1175 کی جزوی طور پر اجازت ہے۔ اسے آئی پی سی کی دفعہ 34 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 302 کے تحت قابل سزا جرم سے بری کر دیا گیا ہے۔ فاضل جج کے ذریعے منظور کیے گئے باقی حکم کی تصدیق ہو جاتی ہے۔ اگر وہ پہلے ہی ان جرائم کے لیے سزا

کاٹ چکا ہے، تو اسے فوری طور پر رہا کر دیا جائے اگر کسی اور معاملے میں اس کی ضرورت نہ ہو۔

انور کی طرف سے دائر 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 1045 کو مسترد کر دیا گیا ہے۔

اے۔کے۔ٹی

فوجداری اپیل نمبر 1175/1999 کی اجازت ہے۔

فوجداری اپیل نمبر 1045/1999 مسترد کی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:57
I am the author of this
document